سوال

(236)بیٹے کی زنا شدہ عورت سے نکاح کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی شخص اپنے فرزند حقیقی کی مزنیہ سے نکاح کرے تو یہ نکاح جائز ہو گا یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلے میں فیما بین العلماء اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نکاح ناجائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز۔اس اختلاف کا منشا یہ ہے کہ جہاں پر قرآن مجید میں محرمات عورتوں کا بیان ہے اور بعد بیان محرمات یہ فرمایا ہے کہ ان کے سوا اور جو عورتیں ہیں وہ حلال ہیں اس جگہ اس مسئلے کے متعلق یہ فرمایا ہے۔

وَحَلـٰئِلُ أَبنائِكُمُ الَّذينَ مِن أَصلـٰبِكُم... **۲۳** ... سورة النساء

"تمھارے صلب یعنی حقیقی فرزندوں کی حلائل تم پر حرام کی گئیں۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلائل حلیلہ کی جمع ہے اور حلیلہ کے معنی زوجہ کے ہیں قاموس میں ہے :

حلیلتک امراتک[1]

(یعنی تمھاری "حلیلہ" سے مراد تمھاری بیوی ہے) "مجمع البحار" میں ہے۔

"وفیہ ان تزانی حلیلۃ جارک ای امراتہ والرجل حلیلہا"

(اوراس میں ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی حلیلہ یعنی اس کی بیوی سے زنا کرے اور مرد اس کا حلیل (شوہر ہوتا ہے) منتخب اللغات میں ہے "حلائل زنان نکاحی جمع حلیلہ است" اھ (حلائل حلیلہ کی جمع ہے اوریہ منکوحہ عورتوں کو کہتے ہیں) غیاث اللغات میں ہے "حلیلہ زن منکوحہ "اھ (حلیلہ منکوحہ عورت کا نام ہے)

جب "حلیلہ" کے معنی "زوجہ" کے ہیں اور مزنیہ زوجہ نہیں ہے تو آیت کریمہ سے صرف حقیقی فرزندوں کی زوجات کی حرمت ثابت ہوئی نہ ان کی مزنیات کی بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ حلیلہ کے معنی زوجہ ہی کے ہیں اور مزنیہ زوجہ نہیں ہے لیکن مزنیہ بوجہ موطوءہ ہوجانے کے حکم میں زوجہ کے ہوگئی تو وہ بھی مثل واقعی زوجہ فرزند

حقیقی کے حرام ہوگئی ہیں جلالین میں ہے :

"وحلائل ازواج ابناءکم الذینن من اصلابکم"[2]

اورحلائل یعنی بیویاں تمھارے صلبی بیٹوں کی) تفسیر ابوالسعود میں ہے)

وحلئلَ اَبنآ ئِکم : زوجاتھم سمیت الروجہ حلیلۃ لحلھا ، اَو لحلولہا مع الروج او لحواہافی محلہ وقیل لحل کل منہما ازارصاحبہ وفی حکمھن مزنیاتھم ومن یجرین مجراھن من الممسوسات ونظائرہن[3]

(تمھارے بیٹوں کی حلائل یعنی ان کی بیویاں زوجہ کو حلیلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ (اپنے) خاوند کےلیے حلال ہوتی ہے یا اس وجہ سے کہ اس (اپنے خاوند) کے گھر میں اترنے والی ہوتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دونوں (میاں بیوی) ایک دوسرے کا ازار کھولنے والے ہوتے ہیں مزنیات (جن سے زنا ہوا ہے) بھی انھیں کے حکم میں ہوں گی۔ اسی طرح فاحشہ عورتیں وغیرہ بھی انھیں کی طرح ہی ہیں)

بہر کیف صراحتا کتاب اللہ سے صرف زوجہ فرزند حقیقی کی حرمت ثابت ہے نہ مزنیہ فرزند حقیقی کی بھی مزنیہ فرزند حقیقی کی حرمت جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے صرف اجتہادی امر ہے اگرچہ اس مسئلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل صاف اور قوی ہے اور حدیث ابن ماجہ (ص146)

لأن الحرام لایحرِم الحلال[4]

یعنی حرام چیز حلال کو حرام نہیں کرتی بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موید ہے کیونکہ باپ کواپنے بیٹے کی مزنیہ سے نکاح کرنا قبل زنا کرنے بیٹے کے حلال تھا اور جب بیٹے نے اس عورت سے زنا کرلیا تو یہ زنا جو محض ایک حرام فعل ہے۔بیٹے کی مزنیہ کو باپ کے حق میں بحکم اس حدیث کے حرام نہیں کرسکتا لیکن اس نکاح کی حلت خالی از شبہ نہیں ہے اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ باپ اس نکاح سے پرہیز کرے دنیا میں اور بہت سی عورتیں ہیں اور جس کسی عورت سے چاہے نکاح کرلے اوربیٹے کی مزنیہ کو بھی اگر نکاح کرنا ہی ہے تو اور جس کسی مرد سے چاہے کرلے صحیح بخاری (1/66) میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حلال بین والحرام بین وبینہا مشتبہات لایعلمہا کثیر من الناس فمن اتقی المشتبہات استبر الدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات کراع یرعی حول الحمی یوشک ان یواقعہ واللہ اعلم بالصواب[5]

(حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے جب کہ ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں بہت سے لوگ ان کو نہیں جانتے پس جو شخص شبہات سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شخص شبہات میں بتلا ہوگیا (تو وہ حرام میں بتلا ہوگیا) جیسے وہ چرواہا گاہ کے آس پاس چراتا ہے تو قریب ہے کہ وہ اس (چراگاہ) میں چرائے گا) (کتبہ : محمد عبد اللہ۔

---

[1]۔قاموس المحیط ص:986)

[2]۔ تفسیر الجلالین (ص:102)

[3]۔ تفسیر ابی السعود(2/162)

[4]۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث(2015)اس کی سند میں "عنداللہ بن عمر العمری "ضعیف ہے۔

[5]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (52) صحیح مسلم رقم الحدیث (1599)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 426

محدث فتویٰ